سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
بیکلوڈ روڈ ۔ لاھور

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے ۔ (ایمپرس روڈ ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خطوط کتابت و ترسیل زر بنام
مینیجر صاحب ہونا چاہیے ۔
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۱

غزل

جناب پادری بی گارڈنر صاحب صبرؔ متھوڈسٹ اپسکوپل چرچ ۔ الہ آباد ۔

فانوس میں ہے شمع کہ ضو آفتاب میں
یا ہے رخِ نگار کسی کا نقاب میں

سر میں دھمک ہے دل ہے عجب پیچ و تاب میں
دیکھا ہو جب سے زلفِ معنبر کو خواب میں

رہتا ہوں دن رات اسی پیچ و تاب میں
کب تک رہونگا صبرِ جہانِ خراب میں

چکر میں آسماں تھا زمیں انقلاب میں
ہم نے جو آہ کی شبِ غم اضطراب میں

ہمدرد ہم خیال نہ ہمدم نہ ہم جلیس
پھر لطف خاک آئے جہانِ خراب میں

دیدار کے مزے تو تصور میں اُڑ چکے
لوٹے مزے وصال کے جی بھر کے خواب میں

مر کر جہاں کے مکر و مصیبت سے چھٹ گئے
داخل ہوئے جفائے صنم سے ثواب میں

اُس برق وش کے عشق کی تاثیر دیکھئے
مرنے کے بعد بھی ہوں اسی اضطراب میں

عکسِ رُخِ حضور سے روشن ہو گل جہاں
ہے پرتوِ حضور کی ضو آفتاب میں

وہ دانِ ہجرِ یار میں سو ہو کے مضطرب
دیکھا ہے ہم نے یار کو رو رو کے خواب میں

ہم نے تو اپنی آہ کی تاثیر دیکھ لی ۔
لاکھوں دفعہ بلا لیا خط کے جواب میں

پیری تو جھکا لیتی ہے سجدہ میں خود بخود
اے صبرؔ یادِ حق کا مزا ہے شباب میں

۱۰ مارچ کو لاہور میں ٹھنڈی سڑک پر مسٹر اے کلارک ٹو بیر کی دوکان میں آگ لگ گئی ۔ پانی بجھانے کا انجن وقت پر پہنچ گیا تھا ۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ پانی کی قلت کی وجہ سے آگ ۔ کچھ دیر بعد بجھی ۔ آگ لگنے کی وجہ اب تک معلوم نہ ہو سکی ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقصان کا اندازہ ہے ۔

کیا وید ازلی ہیں؟

گذشتہ سے پیوستہ

(۵) ایشور پرماتما کی بابت پنڈت دیانند جی کے ترجمہ کے مطابق یجر وید ادھیائے ۴۰ منتر ۸ (بھومکا صفحہ ۲۴) میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں ” نہ اُس کی کوئی علت فاعل (نمت کارن) نہ علت مادی (اُپادان کارن) اور نہ علت غیر (ساد ھارن کارن) وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے ۔ اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے “ یہ ازلیت کا مثلی یا معیار ہے ۔ کیا ویدوں کی بابت بھی ایسا کہا جاسکتا ہے ؟ کیا ویدوں کی بھی نہ کوئی علت فاعل (نمتکارن) ہے نہ علت مادی (اُپادان کارن) اور نہ علت غیر (ساد ھارن کارن) ہے ۔ ۔ ۔ وغیرہ ؟ اگر ایسا کہا جاسکتا ۔ ۔ ۔ بے شک ایشور کے سوائے وہ بھی ایشور ہوئے مگر یہ محال ہے پس ظاہر ہے کہ اُن کی علت فاعل بھی ہے اور علت مادی اور علت غیر بھی ہے ۔ وہ کسی کے پیدا کرنے والے نہیں ۔ مگر خود سے پیدا ہوئے ہیں ۔ یعنی ایشور سے ۔ اور وہ غیر کی یعنی ایشور کی قدرت سے قائم ہیں ۔ یعنی قائم بالذات نہیں ۔ لہٰذا وید ازلی اور غیر فانی نہیں ۔ اور پنڈت جی کا یہ کہنا بھی جو انہوں نے اس منتر کے آخر میں فرمایا ہے درست نہیں ہے ۔ کہ ” اس لئے ویدوں کو بھی فانی نہ سمجھنا چاہیئے ۔ کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ بنا رہتا ہے “ (ایضاً صفحہ ۲۴) جس کے غالباً یہ معنی ہیں کہ چونکہ وید ایشور کا علم ہیں ۔ اور اُس کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے ۔ اور اُس کے اسوائے کا علم پر میشور میں ہمیشہ بنا نہیں رہتا ۔ بلکہ کسی وقت اس میں سے زائل بھی ہو جاتا ہے ؟ اگر اس کا جواب

مثبت ہے تو اول یہ لازم آئیگا کہ ویدوں کے سوای تمام دیگر اشیاء کا علم اُسکو حضوری نہیں حصولی ہے۔ دوم یہ کہ اُس کا علم متغیر ہوتا رہتا ہے۔ سوم استکمال ذات الٰہی کا غیر سے ہوگا۔ چہارم۔ اُس کی صفت علم اس کی ذات کا عین نہ ہوگی۔ مگر پرمیشور کی بابت ایسا نہیں کہہ سکتے۔ پس ظاہر ہے کہ نہ صرف ویدوں کا علم ہی بلکہ تمام دیگر اشیاء کا علم بھی اس میں ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ پس ویدوں کو دیگر اشیاء پر کوئی ترجیح یا فوقیت نہیں۔ برابری ہوئی۔

(۶) وید کیا ہے؟ پنڈت جی اس سوال کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں۔ "جن کے ذریعہ سے گیان ہوتا ہے۔ یا جن میں صحیح علم موجود ہے۔ جن کے ذریعہ سے عالم ہوتے ہیں۔ یا جن سے گیان یا سکھ حاصل کرتے ہیں۔ . . . . . . یا حاصل ہوتا ہے جن میں یا جنکے ذریعہ سے تمام سچے علوم کو سوچتے یا بچارتے ہیں اُسے وید کہتے ہیں" (بھومکا صفحہ ۳۰) یعنی علم کی تحصیل اور سوچ بچار کے جو ذرائع ہیں ان کو وید کہتے ہیں۔ مثلاً علم تاریخ۔ ریاضی فلسفہ منطق۔ صرف ونحو۔ علم ہیئت۔ علم طبعیات۔ علم زبان یا دوسری عبارت میں سکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ چھند جوتش۔ آیور وید۔ دھنر وید۔ گاندھرو وید۔ ارتھ وید نیائے۔ ویشیشک۔ یوگ۔ سانکھ۔ پرو میمانسا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ان میں علم موجود ہے۔ ان کے ذریعہ سے عالم ہوتے ہیں۔ ان کے وسیلہ سے گیان یا سکھ حاصل کرتے یا حاصل ہوتا ہے۔ ان ہی کے ذریعہ سے سچے علوم کو سوچتے یا بچارتے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو وید کا علم بھی یعنی سنسکرت منتروں کی چار سنگھتاؤں کا علم بھی ان ہی علوم کے جاننے پر منحصر ہے۔ پس ویدوں کا ترجمہ ان علوم سے کچھ بڑھ کر نہیں ہے۔ چنانچہ پنڈت دیانند جی بھی فرماتے ہیں (ان علوم کا ذکر کر کے) کہ یہ یقین جاننا چاہیئے کہ ان کے پڑھنے سے علم کامل ہو جاتا ہے۔ اور تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف ہو کر انسان مہا ودوان (عالم فاضل) بنجاتا ہے" (بھومکا صفحہ ۳۰) لہذا وید ان علوم سے خارج ہوئے یعنی مشہور ویدوں کے پڑھنے سے آدمی مہا ودوان نہیں بن سکتا۔ تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف نہیں ہوتا اور نہ ہی علم کامل ہوتا ہے۔ شاہد اور تجربہ شاہد ہیں۔ ہندوستان کے سنسکرت دانوں یا ویدوانوں کا انگریزی (یعنی یورپی اور امریکی) علوم کے ہندوستانی عالم فاضلوں کے ساتھ اور یورپ اور امریکہ کے عالم فاضلوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ خود پنڈت جی موصوف کی زبانی یہ نتیجہ صریح مستنبط ہوتا ہے کہ "وید" سنسکرت منتروں کی چار سنگھتاؤں کا نام نہیں بلکہ اُن علوم کا نام ہے جنکے ذریعہ سے عالم ہوتے ہیں" خواہ وہ ذریعہ سنسکرت میں ہوں خواہ انگریزی یا جرمن یا فرانسیسی زبان میں ہوں۔ نیز اُن کا انزل ہونا تو درکنار۔ حادث ہو کر تمام سچے علوم کو سوچنے یا بچارنے کے ذرائع بھی ثابت نہیں ہوتے یہی وہ علوم ہیں جن سے جہالت ہر زمانہ میں ہر قوم میں سے جاتی رہی اور اب زائل ہو رہی ہے۔ چاروں ویدوں کا عدم وجود برابر ہے اور عدم ضرورت اظہر اور ثابت۔

دنیا میں جتنا گیان ہے وہ سب نیمتک گیان ہے جو ایک دوسرے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اُس کی جڑ وہی اصل گیان ہے جو ایشور نے ابتدائے آفرینش میں ہر شخص کو بلا امتیاز اپنی عنایت بے غایت سے اُس کے من میں دیدیا ہے۔ اور وہی "وید" ہے جو ہر ایک آدمی کے "سودہی انتہ کرن" میں صحیح علم موجود ہے"۔ ان ہی سوچتے یا بچارتے ہیں۔ گیان اندریوں اور کرم اندریوں سے تجربہ اور مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں۔ اور جب اس طرح سے حاصل کیا ہوا گیان انتہ کرن میں جمع ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اُن میں صحیح علم موجود ہے"۔ پس ان تمام خارجی اور ذرائع اور علوم کے مخرج کا نام "وید" ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت چاروں ویدوں کی ازلیت ثابت کرتے کرتے ایسی دور جا پڑے کہ اصل مطلب کو ہی ہاتھ سے دے بیٹھے اور وہ کچھ کہہ گئے جو اپنے مقصود میں نہ تھا۔ یہی مذکورہ بالا وید وہی الہام یا وہ علم ہے جو ایشور کی طرف سے کسی انسان کے دل میں آوے اور جس علم کو اُس نے کسی دوسرے انسان سے نہ پایا ہو اور نہ کسی کتاب کے مطالعہ وغیرہ سے حاصل کیا ہو۔ مذکورہ بالا علوم وغیرہ تو وہ ذرائع ہیں جن سے اُس علم یا وید کا انکشاف ہوتا ہے۔

(۷) بلا شک آریہ سماج کی طرف سے دعوے کیا جاتا ہے کہ وید ازلی ہیں۔ مگر خود ویدوں میں اُن کے ازلی ہونے کا ذکر نہیں۔ اور پنڈت دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش اور رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں جو ویدوں کی ازلیت یا انادی ہونیکا ذکر آیا۔ اُس کے مطالعہ میں یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ ویدوں میں سے کسی جگہ بھی کوئی حوالہ پیش نہیں کیا گیا۔ جس سے بالبداہت یا کنایتہً اس دعوے اور عقیدہ کی پشتی ہو سکتی ہو اور تعجب اس پر یہ کہ پنڈت دیانند جی جیسا ودوان رشی مہرشی ویدوں کا عالم و فاضل یکتا اور یگانہ روزگار ہو کر بھی جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی مانتے ہیں ایک بھی حوالہ ویدوں سے اپنے دعوے کی تائید میں نہ دے سکا۔ یہ صورت حال دو حالوں سے خالی نہیں اول یہ کہ یا تو پنڈت جی مہاراج ویدوں سے واقف نہ تھے۔ اُن کے عالم نہ تھے۔ دوم یہ کہ اس تعلیم کا ویدوں میں ذکر ہی نہیں۔ لاریب شق اول تو قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ پنڈت جی واقعی عالم اور ہوشیار تھے۔ دیگر سنسکرت پستکوں سے خوب واقف تھے

نورافشاں

مطبوعہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء

مخالفین اسلام کی دلخراش تحریریں

کیا گورنمنٹ توجہ فرمائیگی؟

(۲)

کسی مذہب کے معتقدات اور اصولی مسائل کی نسبت اس کے مخالفین کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ معقولیت اور متانت کے ساتھ اپنے شکوک و اعتراضات پیش کر سکیں۔ اور اس حق کے استعمال سے کسی شخص کی ناراضی اور برافروختگی کو حق بجانب نہیں سمجھا جا سکتا ہاں کسی مخالف کو دائرہ تہذیب و متانت سے باہر ہو کر دُنیا کے کسی مذہب پر عام اس سے کہ وہ اسلام ہو یا مسیحیت یا ویدک دھرم یا بدھ مت۔ خامہ فرسائی کرنے کی از روئے عقل و انصاف ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی۔

خود اسلام نے بھی اپنے پیروؤں کو دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بحث و تمحیص کرنے سے منع نہیں کیا۔ لیکن تحقیق و مناظرہ کا طریقہ بتا دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وجادلھم بالتی ھی احسن مخالفین سے ایسے طریقے پر گفتگو کرو جو نہایت مطبوع اور خوشگوار ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر معقول طور پر کسی کے سامنے کوئی سوال پیش کیا جائے تو وہ خوشی سے جواب دینے کی کوشش کریگا۔ افسوس ہے کہ ہمارے

مخالفین اس مستحسن انداز کو چھوڑ کر نہایت مکروہ طرز کلام اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ غازی محمود دھرمپال نے اپنے ماہوار رسالے حنیف میں اسی کا رونا رویا ہے ہم یہاں صرف غازی صاحب کے مضمون کا جستہ جستہ اقتباس درج کرینگے۔ آپ پنجاب گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں تو کفر توڑ" وغیرہ کو نہ چھاپتا ہوں نہ فروخت کرتا ہوں۔ مگر دوسری طرف ایسی کتابیں ہزاروں کی تعداد میں شائع اور فروخت ہو رہی ہیں۔ جو آرہ دل آزار اور فتنہ و شر کے پلندے ہیں۔ میں اُن کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ لالہ دیوان چند نے اپنے پنجابی پریس لاہور میں پادری غلام مسیح کی کتاب بنام تحقیق الاسلام شائع کی ہے۔ جس کے چند فقرات ملاحظہ ہوں۔ پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"حضرت محمد (صلعم) کی پاک لاش پورے تین روز اُسی جگہ پڑی رہی جس جگہ آپ نے وفات پائی تھی۔ اس عرصے میں آپ کی لاش میں سخت بدبو اور سڑان پیدا ہو گئی۔ اور وہ ایسی حالت کو پہنچ گئی کہ وہاں سے اُٹھائی بھی نہ جا سکتی تھی۔ نہ اُسے کوئی اُٹھا سکتا تھا۔ آپ کا بستر مرگ تک تبدیل کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔ آپ کو چوتھے دن کی رات کو دفن کرنے نہ دے پکار رہے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے آپ کو فراموش کر کے آپ کو دفن کیا تھا جس جگہ آپ نے وفات پائی تھی۔ ہم خدا ترس دنیا سے پوچھتے ہیں کہ وہ خوف خدا کو دل میں رکھتی ہوئی جواب دے کہ حضرت محمد (صلعم) کی لاش کی کیوں ایسی حالت ہو گئی۔ آپ کی وہ بیویاں کہاں تھیں۔ جن کے قصص و حکایات دُنیا نے سُنے ہیں۔ آپ کے غلام اور رنڈیاں کہاں تھیں جنکی حکایات راویوں نے بیان کی ہیں۔ آپ کے بھائی اور عزیز و اقارب کہاں تھے۔ خصوصاً حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور آپ کی دوسری بیٹیاں اور داماد کہاں تھے۔ اگر یہ سب کے سب محمد (صلعم) کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے تو پھر ہمارے عزیز حضرت محمد (صلعم) کی لاش کیوں اتنے دن رکھی گئی۔ کیوں آپ کی لاش کو سڑنے کی نوبت تک پہنچنے دیا گیا۔

رسول پاک (صلے اللہ علیہ وسلم) کی لاش مبارک کے سڑنے کے بارے میں پادری صاحب نے جو تحقیق کی ہے وہ کسی ضعیف سے ضعیف اور ناقص سے ناقص اسلامی کتاب سے اس کا ثبوت نہیں دے سکینگے اور نہ وہ کسی جاہل سے جاہل مسلمان کو پیش کر سکینگے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول پاک کی لاش سڑ اُٹھی تھی۔ **وہ کونسا مُسلمان ہے جو پادری صاحب کے سراپا دل آزار کذب و بہتان کو پڑھے اور اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔**

پادری صاحب نے اس سرتاسر غلط بیان کو درج کرنے کے بعد غازی محمود صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہوئے اس مجموعہ مفتریات (کتاب) سے ایک اور حوالہ نقل کیا ہے۔ جو پہلے حوالے سے بھی زیادہ دل آزار ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

حضرت محمد کی وفات ہوئی آپ [illegible]

نہ ہوئے۔ آپ کو تین روز بعد [illegible]

دفن نہیں ہوئے قرآ[illegible]

حضرت محمد کی قبر شر[illegible]

رہ گیا۔ شاعر محمد[illegible]

انا لمجنون۔ بل[illegible]

ساحر کذاب[illegible]

لون ھو اذن۔

۲۔ قرآن محمد کی بابت کتب۔ اسا[illegible]

انک لمفتری ان ھذ[illegible]

ہم یہاں پر اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ مگر ہم صرف محمد مکی اور مدنی کی قرمقدس کو ان کتبات کے ساتھ چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اہل بصیرت حضرت محمد کی مدنی قبر کے کتبوں کو پڑھتے رہیں۔

تحقیق الاسلام حصہ سوم صفحہ ۴۶

یہ حوالہ جو تحقیق الاسلام مصنفہ پادری غلام مسیح کے دوسرے حصہ سے نقل کیا گیا ہے جو ایک سچے مسلمان کے پیمانہ صبر کو لبریز کردینے والا ہے

سید الانبیا کی قبر مبارک پر شاعر مجنون۔ مفتری۔ ساحر۔ کذاب۔ مسحور وغیرہ دلخراش الفاظ کندہ کئے گئے ہیں۔ قرآن اور اسلام کے زمین میں دفن ہونے کا کس دیدہ دلیری سے اعلان کیا گیا ہے۔ کیا گورنمنٹ عالیہ اس فتنہ انگیز کتاب کے متعلق کوئی نوٹس لیگی۔

اس کے علاوہ غازی محمود نے آریہ سماج کے مذہبی لیڈر سوامی دیانند کی تصنیف "ستیارتھ پرکاش" مطبوعہ یونین پریس لاہور اڈیشن چہارم سے حسب ذیل حوالہ دیا ہے۔

محمد صاحب کا چال چلن ان باتوں سے ظاہر ہے کیونکہ جو کئی عورتوں کو رکھے وہ خدا کا عابد اور پیغمبر کیونکر [illegible] ہے۔ اور جو ایک عورت کی طرف داری سے [illegible] ے اور دوسری کی عزت کرے تو وہ [illegible] نہ ہوگا۔ اور جو کئی عورتوں [illegible] کے ساتھ پھنسے۔ اس کے [illegible] یونکر بھٹک سکتا ہے کیسی [illegible] بھیم نہ لجا" یعنی جو [illegible] ے دریا شرم نہیں ہوتی۔ [illegible] کی بیویوں اور پیغمبر کے جھگڑے [illegible] یں گویا سرپنچ ہے۔ اب صاحبان [illegible] کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے

یا کسی بے علم مطلبی کا۔ جس آدمی کو ذرا سی عقل ہے وہ غور کرسکتا ہے کہ یہ خداوند کے کام ہیں یا اپنی مطلب براری کے۔ ایسی ایسی باتوں سے ٹھیک ثابت ہوتا ہے کہ خدا کچھ نہیں کہتا تھا۔ صرف موقع محل دیکھ کر اپنی مطلب براری کے واسطے خدا کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے ہیں جو لوگ ان باتوں کو خدا ہی کی طرف سے سمجھتے ہیں اُن کو ہم تو کیا سب عقلمند کہینگے کہ خدا کیا ٹھہرا گویا محمد صاحب کے لئے بیویاں لانے والا نائی ٹھہرا؟

غازی محمود صاحب یہ حوالہ پیش کرنے کے بعد گورنمنٹ پنجاب سے بجا طور پر شکوہ سنج ہیں کہ اُن سے قرآن کی کتابوں کے تمام حقوق چھین لئے گئے۔ مگر ستیارتھ پرکاش کے متعلق جس کا چودھواں باب مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال رہا ہے اور جس کے پانچہزار کے کئی اڈیشن اُردو میں چھپ چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دیگر مختلف زبانوں میں بھی بکثرت شائع ہوتے ہیں کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔

غازی صاحب مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ان کتابوں کو غور سے مطالعہ کریں اور سوچیں کہ اگر ان کتب کا جواب شائع کیا جاتا ہے تو گورنمنٹ پنجاب اُن جوابی کتابوں کو ملک میں شورش پیدا کرنے کا موجب خیال کرتی ہے۔ اور اگر مسلمان ضبط وصبر سے خاموش رہتے ہیں تو اسلام کی نسبت سخت بدظنی پھیلتی ہے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے پریس اور اپنے پلیٹ فارم کے ذریعے سے گورنمنٹ کے ارباب حل وعقد کو ان فتنہ پرور اور فساد انگیز کتب کی جانب توجہ دلائیں۔ اُن کے نمائندے اپنے صوبوں کی کونسلوں میں یہ سوالات پیش کریں کہ آیا گورنمنٹ نے ان کتابوں کی اشاعت کے انسداد کی نسبت کیا کارروائی کی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس قسم کی تحریروں کے خلاف متحدہ طور پر ایک زبردست آواز بلند کی جائیگی تو ضرور گورنمنٹ اُن کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لئے آمادہ ہوجائیگی۔

ہم ہندو مسلم سیاسی رہنماؤں سے دریافت کرتے ہیں کہ جس صورت میں ہندو مسلم اتحاد کے اہم ترین مقصد کے لئے وہ رات دن مشوش و پریشان رہتے ہیں کیا اُن کا فرض نہیں کہ وہ اس قسم کے اسباب کا انسداد کرنے کی سرگرم جدوجہد کریں۔ جو ہندوستان کی سب سے دو بڑی قوموں کے درمیان نفاق و شقاق کی خلیج کو وسیع تر بنانے کے اعظم ترین موجبات میں سے ہیں۔ کیا وہ محولا فوق کتب کو ہندو مسلم نفاق کے بڑھانے کے لئے عامل قوی خیال نہیں کرتے۔ ہمارے خیال میں کوئی غیر متعصب اور روشن خیال انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ اس قسم کی دل آزار یقیناً اتحاد شکن اور نفاق پرور ہوا کرتی ہیں۔ اور ان کا سد باب کرنا ہر ایسے شخص کا فرض اول ہونا چاہئے۔ جو ہندو مسلم اتحاد کا سچا حامی اور ہندوستان کا حقیقی خیر اندیش ہے۔

(وکیل امرتسر مطبوعہ ۲۵-۱-۱۱)

ہمارے مسلم بزرگ جوں سے کیوں الگ ہوئے

ہم پیشتر دکھا چکے کہ حضرت محمد نے اپنا آبائی مذہب تبدیل کیا اور عرب آپ کو صابی کہا کرتے تھے۔ صابی دو قسم کے تھے۔ ایک قسم بت پرست اور ستارہ پرست تھے۔ دوسری قسم کے اہل کتاب خصوصاً مسیحی تھے۔ حضرت محمد مسیحی صابی مشہور تھے۔ آج ہم یہ بات دکھاتے ہیں کہ حضرت رومن کیتھولک مسیحی تھے۔ آپ کو اُن کے عبادت خانوں کی مورتوں

سے بیزاری تھی۔ اُن مورتوں کی وجہ سے آپ نے ان کے عبادتخانوں میں نماز پڑھنا ترک کر کے دوسرے عبادت خانے تجویز فرمائے تھے۔ جن میں کوئی مورت یا صورت نہ رکھی تھی۔ ان عبادت خانوں کا نام مساجد ہیں۔ اس کے ثبوت میں صحیح بخاری پارہ دوم کے صفحہ ۷۲ سے ۷۳ تک ذیل کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی۔ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ دونوں نے ایک گرجا کا ذکر کیا۔۔۔ جس کو حبش کے ملک میں دیکھا تھا۔ اس میں مورتیں تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ اُن لوگوں کا یہ قاعدہ تھا جب ان میں کوئی اچھا شخص مرجاتا تو اس کی قبر مسجد بنالیتے اور اس میں یہ مورتیں رکھتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے سارے مخلوق کے سامنے بدتر ہونگے صفحہ ۶۹ - ۷۰ پھر لکھا ہے۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ ابن سلیمان نے خبر دی۔ اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے باپ سے۔ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے۔ کہ حضرت بی بی ام سلمہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجا کا (کَنِیْسَۃ) ذکر کیا جسکو اُنہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تھا۔ اُس کا نام ماریہ تھا۔ اس میں جو مورتیں دیکھیں وہ بیان کیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں۔ ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا۔۔۔۔۔ تو وہ اُس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور وہاں یہ مورتیں اُتارتے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوقات میں بُرے ہیں

گرجا میں نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت عمر نے کہا (او نصرانیو) ہم تمہارے گرجاؤں میں اس وجہ سے نہیں جاتے کہ وہاں مورتیں اور تصویریں ہیں اور عبد اللہ بن عباس گرجا میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ مگر اس گرجا میں نہ پڑھتے جہاں مورتیں ہوتیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ کتاب ایضاً پارہ ایضاً صفحہ ۷۱ - ۷۳۔

تحقیق الاسلام میں حضرت محمد کے مسیحی رسول ہونے کا اعلان مسیحی دنیا اور روائتی اسلام ماننے والی مسلم دُنیا کے لئے لاریب حیرت و تعجب خیز اعلان تھا۔ پر منقولہ بالا روایات اس تعجب کو اور بھی بڑھانیوالی ہیں۔ وہ زبانِ حال سے پکار رہی ہیں کہ جس ریفریشن کو مسیحی دنیا لوتھر اور زونگل وغیرہ صاحبان سے منسوب کر کے آجتک فخر کرتی آئی ہے اس ریفریشن کی بنیاد عرب کے فرزند اعظم حضرت محمد نے ان سے صدیوں پیشتر ڈالی تھی۔ آپ مسیحی ہوکر اپنے زمانہ کی مسیحی دنیا پر صرف عبادت خانوں کو قبروں پر بنانے اور اُن میں مورتیں رکھنے پر معترض ہوئے تھے۔ عبادت خانوں کی مورتوں اور تصویروں کی وجہ سے آپ نے اپنے زمانہ کے مسیحی گرجے ترک کر کے وہ عبادت خانے عبادت کے لئے تعمیر کروائے تھے۔ جو فی زمانہ مساجد کے نام۔۔۔ سے مشہور چلے آئے ہیں اور چوبیس گھنٹے عبادت کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے تمام زمین کو مسجد قرار دے کر گرجاؤں اور مسجدوں کی وہی حقیقت ظاہر فرمادی تھی جو آپ کے عزیز اور پیارے خداوند نے سامری عورت سے گفتگو کرتے ہوئے ظاہر کی تھی۔ حضرت محمد اور آپ کے صحابہ کی مسیحیوں سے جدائی کا اگر کوئی معقول سبب اسلامی روایات میں مذکور ہوا ہے تو مسیحی گرجوں کی مورتیں اور تصویریں تھا۔ باقی اُن کے مسیحی عقائد وہی تھے جنکا ذکر تحقیق الاسلام میں ہوچکا ہے۔ ان حالات پر سنجیدگی سے غور کر کے ہر ایک سمجھدار مسیحی اور مسلم آسانی سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اگر حضرت محمد اور آپ کے وفادار صحابہ ہمارے زمانہ میں ہوتے تو آپ سب مسیحیوں کے ان عبادت خانوں میں خوشی سے عبادتیں کرتے جو مورتوں اور تصویروں سے خالی ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے مسلم بھائیوں نے مساجد کو مسیحیوں پر ناحق بند کر رکھا ہے اور خود مسیحیوں کے اُن عبادت خانوں سے بیزار ہیں۔ جو مورتوں اور تصویروں اور قبروں سے پاک ہیں۔ کیا پر اٹسٹنٹ مسیحی اور قرآن و اسلام محمدی کے مسلم باہم ملکر گرجوں اور مسجدوں میں پھر خدا کی عبادت کا سلسلہ جاری نہ کرینگے؟ مسیحیوں اور مسلموں کا یہ باہمی تخالف کب دور ہوگا جو محض غلط فہمیوں نے پیدا کر رکھا ہے۔

آنحضرت محمدؐ کی وفات کے بعد ارتداد کے اسباب

حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَاَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلٰثًا مِّنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ترجمہ۔ ہم سے موسےٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے۔ اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبد اللہ بن عمر سے۔ اُنہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے

تو حضرت عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ تین بار فرمایا ادھر ہی سے فتنہ نکلینگے۔ جہاں سے شیطان کا سر نمود ہوگا۔ بخاری پارہ ۱۲ صفحہ ۱۰۸-۱۰۹ اس کے سوا صحیح بخاری پارہ ۲۹ کے صفحہ ۹ پر عمر بن غیاث کی ایک طویل روایت مذکور ہے۔ جس میں حضرت عمر کی بابت آیا ہے کہ آپ گویا فتنوں کا دروازہ تھے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَکْرَہُ ثَلٰثَۃَ اَحْیَاءٍ ثَقِیْفًا وَبَنِیْ حَنِیْفَۃَ وَبَنِیْ اُمَیَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

ترجمہ:- اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا وفات ہوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں کہ وہ ناخوش رکھتے تھے تین قبیلوں کو۔ ثقیف کو اور بنی حنیفہ کو اور بنی امیہ کو۔ روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ مشکواۃ جلد ۴ ربع ۱۲ صفحہ ۱۲۹

مسیلمہ کذاب وغیرہ کی بابت صحیح بخاری میں آیا ہے کہ:-

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور بہت لوگ اُس کے پیرو ہوگئے تھے۔ وہ بڑا شعبدہ باز آدمی تھا۔ لوگوں کو شعبدہ سے دکھا کر دام میں لے آتا تھا وہ مدینہ میں آیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ اپنے بعد مجھ کو خلیفہ کر جائیں تو میں مع اپنے ساتھیوں کے آپ کا تابعدار ہو جاتا ہوں۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ خلافت تو بڑی چیز ہے۔ میں ایک چھڑی کا ٹکڑا بھی تجھ کو نہیں دینے کا۔ آخر مسیلمہ اپنے ساتھیوں کو لیکر چلا گیا اور یمامہ کے ملک میں اُس کی جماعت بہت ہو گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ..... کہتے ہیں اب بھی کہیں کہیں شاذ و نادر مسیلمہ کے پیرو باقی ہیں۔ اُن کو صادقیہ کہتے ہیں۔ پارہ ۳۰ صفحہ ۲۲ کا حاشیہ۔ مفصل ذکر دیکھو صحیح بخاری پارہ ۱۷ صفحہ ۸۶-۸۹ تک مع حواشی

بحر حیات المعروف پیغام نجات

معزز برادران مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۵ء سے یکم مارچ ۱۹۲۵ء تک سیالکوٹ کے مسیحیوں کی طرف سے سکاچ مشن ہائی سکول کے صحن میں مندرجہ ذیل مضامین پر ۴½ بجے شام کو متواتر تقریریں ہوا کیں جبکہ مذاہب و خیال کے اصحاب کو شمولیت اور تحقیق حق کی دعوت تھی کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر فیضیاب ہوں۔ ہر روز دو تقریریں ہوتی رہیں ہر دو تقاریر کے بعد صرف مضمون کے متعلق ہی سوال پوچھنے کی اجازت تھی۔ کسی کو مزید تحقیقات کا شوق ہوا تو اُس کے لئے شخصی ملاقات کا علیحدہ موقع تھا مضامین اور واعظین کی تاریخ وار جو شائع گئے فہرست حسب ذیل تھی۔

تاریخ ۱۹۲۵ء	نام واعظین	فہرست مضامین
۲۳ فروری	پادری سکاٹ صاحب	گناہ کا عالمگیر اثر
" "	مسٹر حاکم دین صاحب	ضرورتِ نجات
۲۴ "	پادری ای۔ای کیمپبل صاحب	طریق نجات
" "	ڈاکٹر ایم۔ایم برون صاحب	نئی زندگی۔
۲۵ "	خواجہ غلام احمد صاحب	میں کیوں مسیحی ہوگیا
" "	پادری ڈنگلس صاحب	شریعت
۲۶ "	پروفیسر الیفرڈ وولہ صاحب	یسوع مسیح کون ہے
" "	مسٹر جلال الدین صاحب	مسیحی دھرم کیا ہے
۲۷ "	مرزا برکت علی شروانی	خدا کا پیار
" "	مسٹر مولا بخش صاحب	نجات صرف مسیح سے ہے
۲۸ "	پادری پیٹرسن صاحب	تثلیث
یکم مارچ	مسٹر جی۔ ایم رفیق صاحب	صلیب مسیح
یکم مارچ ۱۹۲۵ء	پادری گنگس صاحب	خدا اور گنہگار

المشتہر:- سکریٹری انجمن تبلیغ مسیح سی۔ ٹی۔ آئی۔ سیالکوٹ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ آداب۔ دوست اصرار کرتے ہیں کہ بشارتی ہفتہ کی رپورٹ ناظرین نور افشاں کے پیش نظر کی جائے۔ دوستوں کا خیال ہے کہ پہلے کبھی لوگ اس قدر جمع ہوتے تھے اور نہ ہی ایسی دلچسپی اور توجہ سے تقریروں کو سنا تھا ہم اس غیر معمولی کامیابی کے لئے شکر گذار ہیں اور دوسری کلیسیاؤں کی دلچسپی کے لئے چند ضروری باتیں درج کرتے ہیں۔

سیالکوٹ کی مختلف کلیسیاؤں نے ماہ فروری کے درمیان میں چار آدمیوں کی ایک انجمن تبلیغ مقرر کی۔ بشارتی کام... کا تمام انتظام و انصرام اس انجمن کے سپرد کیا گیا۔ انجمن نے پورے ورق کے خوشخط اشتہاروں پر مضامین کی فہرست اور مقرروں کے نام چھپوائے (ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا ہے۔) کوشش کی گئی کہ مضامین تسلسل اور متواتر ہوں اور ہر مضمون بہترین ادا کرنے والے کے سپرد کیا جائے تمام مذاہب وعقائد کے لوگوں کو دعوت دی گئی اور آخر میں کچھ وقت مضمون پر گفت و شنید کے لئے وقف کر دیا گیا۔

۲۳- فروری۔ کو پہلی میٹنگ ہوئی۔ انتظام نشست ناقص ہونے سے حاضری کم رہی۔ دوسرے روز نشست کا خاطر خواہ انتظام ہوا۔ اور حاضری واقعی بڑھ گئی۔ ہر روز دو تقریریں ہوتی تھیں اور آدھ گھنٹہ تک سوال وجواب ہوتے تھے۔ درمیانی تاریخوں میں مسیحیوں کے علاوہ چار پانسو لوگ حاضر ہوتے تھے۔ پروگرام میں دو نئے مسیحیوں کی گواہی تھی جو سیالکوٹ

کی عوام کے لئے خاص دلچسپی کا باعث تھا۔ خصاً چھوٹ سے بچائے ان دو دنوں میں کوئی سات آٹھ سو کا ہجوم صحن اسکول میں جمع ہو گیا تھا۔

غزلوں بھجنوں اور زبوروں سے حاضرین کی سمع نوازی کی جاتی تھی۔ طبلہ چمٹا۔ چھینے وغیرہ گانے کی شان کو دوبالا کرتے تھے۔ دلخراش باتوں سے قطع کنارہ کیا جاتا تھا۔ لوگوں کے حسن سلوک اور گہرے اشتیاق نے مقرروں کی ایسی ہمت بڑھائی کہ چند نوآموز میدان میں اُتر آئے اور بعضوں نے جو جی چُرا بیٹھے تھے از سر نو کمر ہمت باندھ لی۔

اس دھاوے کا امتیازی پہلو یہ تھا کہ مسیحی عقائد کو شخصی تجربہ کے علاوہ تاریخ و فلسفہ کی بنا پر بیان کیا گیا پادری عبد الحق صاحب کی آمد و رفت نے سیالکوٹ کے مسیحیوں پر ایسا منطقی صیقل کر دیا کہ ہر سوال کے حسن و قبح کو منطقی کسوٹی پر پرکھتے ہیں چند اعلےٰ تعلیم یافتہ اصحاب نے بحث و تمحیص میں حصہ لیا جس سے جلسہ کی قدر و رونق میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

مسلمانوں اور مسیحیوں کو اپنے زندہ اور سچے مذاہب پر فخر ہے۔ آخری دن کو ان کے جوش عقیدت کی لہریں ایسی موجزن ہوئیں کہ چند نوخیز مریدوں میں جھڑپ سی ہو گئی۔ ہم سیالکوٹ کے مسلمانوں کی منصف مزاجی کی داد دینگے کہ انہوں نے ایک آدھ شخص کی شر انگیزی کو مسیحی مسلم سوال نہ بنایا۔ ورنہ فساد بڑھ جاتا۔

بشارت کی کامیابی کا راز ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں دعاگو ہر وقت سر بسجود رہتے تھے۔

خیرخواہ۔ جلال الدین۔

التماس

نہایت ادب سے التماس ہے کہ نامہ نگار صاحبان مضمون لکھتے وقت صرف کاغذ کے ایک طرف لکھیں

سینٹ جانس ڈوِنٹی کالج

مہاں سنگہ کا باغ لاہور

اس جگہ سے کونسا مسیحی واقف نہ ہوگا۔ یہ وہ انبیا زادوں کا سکول ہے جہاں کہ پنجاب اور ہندوستان کے مسیحی سنہ ۱۸۷۰ء سے آجتک دینی تعلیم حاصل کر کے خداوند کے کام کے واسطے تیار ہوتے چلے آئے ہیں۔

اس کالج کے بانی مبانی لاہور ڈایوسیس کے سب سے پہلے لشپ فرنچ صاحب تھے۔ آپ یکم جنوری سنہ ۱۸۲۵ء کو ایسی برٹن اون ٹرنیٹ جہاں کہ آپ کے والد بزرگوار پادری پیٹر فرنچ صاحب پاسٹر تھے پیدا ہوئے۔ طامس فلپس فرنچ ہمارے بہادر لشپ کا نام رکھا گیا۔ آپ کا رجحان شروع ہی سے دینی خدمات کی طرف تھا۔ چنانچہ آپ ۱۲ یا ۱۳ کے سن ہی میں وعظ وغیرہ لکھا کرتے تھے۔

سنہ ۱۸۴۳ء میں آپ نے اوکسفورڈ یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کیا اور جب آپ تعلیم پا چکے تو ہر طرف سے مشنری کام کی بلاہٹ آنے لگی۔ چنانچہ آپ اپنے ایک دوست بنام مسٹر آر نقرلی کے ساتھ اس معاملہ پر خداوند سے دعا کرتے تھے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بیچارا مسٹر آر نقرلی جبکہ وہ سفر کر رہا تھا تو گاڑیوں کی ٹکر ہو جانے سے مُلکِ عدم کو سدھارا۔ ہمارے بہادر لشپ فرنچ نے فوراً اپنی درخواست مشنری خدمات کے لئے ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۵۰ء کو چرچ مشنری سوسائٹی کے پاس بھیجدی اور مشنری سوسائٹی نے بڑے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور آپ سینٹ جانس کالج آگرہ میں تعلیمی کام کے لئے مقرر کئے گئے۔

آپ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء کو ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور کلکتہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۵۱ء کو پہنچ گئے۔ وہاں سے آپ سیدھے آگرہ کو گئے۔ جہاں کہ بڑے تپاک کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ گو آپ کا کام کالج میں تعلیم دینے کا تھا۔ مگر پھر بھی آپ ہمیشہ آگرہ کے گرد نواح کے دیہات میں جانے اور خداوند کا کلام لوگوں کو سناتے تھے۔ چنانچہ آپ کے کالج کے طالبعلموں میں سے کئی ایک نے خداوند کے نام پر بپتسمہ پایا۔ اور چند ایک بعد ازاں سرگرم پاسٹر بنے سنہ ۱۸۵۷ء میں جبکہ ہندوستان میں بڑا بھاری غدر ہوا تو تمام انگریز قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے اور آپ کو بھی وہاں جانا پڑا اور جب سکندرہ کے دیسی مسیحی بھی قلعہ میں پناہ کے لئے آئے تو افسروں نے اُن کو اندر لینے سے انکار کیا۔ تب لشپ نے فرمایا کہ اگر ان کے لئے قلعہ میں جگہ نہیں تو میں بھی باہر ہی رہونگا۔ فوجی افسر جو کہ قلعہ کے دروازے پر تعینات تھا کہنے لگا۔ کہ آپ جنرل صاحب سے اجازت مانگیں تو وہ ضرور اجازت دے دینگے۔ چنانچہ آپ نے جنرل صاحب کو لکھا اور فوراً اجازت مل گئی۔ تب آپ ۔۔ اپنے دیسی بھائیوں کو اپنے ساتھ قلعہ میں لے گئے۔ سنہ ۱۸۵۹ء میں آپ ڈیڑھ سال کے لئے واپس ولایت تشریف لے گئے۔

جب آپ واپس ہندوستان تشریف لائے۔ تو آپ نے آئندہ بہتری کو مد نظر رکھ کر چرچ مشنری سوسائٹی کے سامنے دیسی مسیحیوں کی دینی تعلیم کے بارے میں سوال پیش کیا۔ اور سوسائٹی نے منظور کیا۔ اب بات یہ رہی کہ کس جگہ ایسا سکول کھولا جاوے۔ جہاں کہ دیسی مسیحی دینی تعلیم حاصل کر کے خداوند کے کام کے لئے تیار کئے جاویں۔ چنانچہ اس کام کے لئے لاہور ہی کو جو کہ پنجاب کا دارالسلطنت ہے بہتر خیال کیا۔ اور یہ کالج ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۷۰ء میں باقاعدہ طور پر جاری ہو گیا۔ گو یہ عمارت پُرانے دیسی طرز کی ہے۔ مگر اس کے احاطہ میں ایک خوبصورت عبادت گاہ تعمیر کی گئی اور ساتھ ہی نوجوان مسیحیوں کے لئے ہاشل بھی بنایا گیا۔

بشپ فرنچ صاحب کا تقرر ویسٹ منسٹر ایبی میں ہوا اور آپ لاہور ڈایوسیس کے پہلے بشپ مقرر ہوئے اور دس سال لگاتار اپنے ڈایوسیس کے علاقہ میں خداوند کا کام کرتے رہے اور آخر اپنی خدمات کو پورا کر کے ۱۴ مئی ۱۸۹۱ء میں چالیس سال خدمت کا کام کر کے مسقط علاقہ عرب میں خداوند میں سو گئے۔ اور مسقط کے چھوٹے سے قبرستان میں جو کہ پہاڑ پر واقع ہے دفن کئے گئے۔ سچ ہے ؎

وہ نہیں مرتے کبھی جیتی ہیں جنکی خوبیاں

اُس زمانہ یعنی ۱۸۷۷ء سے لیکر آج تک کئی ہمارے بزرگانِ دین بعہدہ پرنسپل اور پروفیسر ہو چکے ہیں۔ موجودہ پرنسپل بزرگ پادری اے۔ آئی۔ کے اور پروفیسر بزرگ پادری خیر اللہ صاحبان ہیں۔ پرنسپل صاحب تو قریباً دو سال سے اس جگہ ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک پروفیسر صاحب کو عرصہ قریباً پندرہ سال کا گذر چکا کہ آپ اس پاک خدمت پر تعینات ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کے کوڑیوں کیٹیچسٹ اور کئی ایک پادری جو کہ پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کام کرتے ہیں موجود ہیں۔ آجکل آپ ۶ ماہ کے واسطے بشپ لیفرائے ٹریننگ سکول کلارک آباد کے انچارج ہو کر گئے ہیں۔ مگر دل کی پوچھو تو آپ کی غیر حاضری سے باغ بے رونق معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی جدائی سب کو ناگوار گذر رہی ہے مگر تس پر بھی ہم کو خوشی ہے تو یہ کہ آپ ایک ایسا کام اور خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ جس کی ہمارے ان بھائیوں کو جو کہ دیہات میں خداوند کا کام کرتے ہیں اشد ضرورت ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند آپ کو زندہ اور قوت عطا فرمائے تا کہ آپ اور بھی خداوند کے لائق استعمال ہو سکیں۔ بزرگ پادری اے۔ آئی۔ کے صاحب سچ مچ خداوند کے بندے ہیں۔ آپ کی حلیم طبع اور خداترسی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ آپ کا زمانہ بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ آپ ہی کے زمانہ میں بازاری شادی کا سلسلہ جو کہ عرصہ دراز سے بند تھا۔ پھر قائم ہوا اور اس کا سہرہ ہم اپنے دونوں بزرگوں کو دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر پادری کے صاحب نے درخت لگایا تو پادری خیر اللہ صاحب نے اُسے پانی دیا۔ ہم بھی آپ صاحبان کے ساتھ جایا کرتے تھے اور جب شادی سے واپس لوٹتے تو اعتراض کنندگان کا گروہ ہمارے گرد ہوتا تھا۔ اور ہمارے بزرگ پادری خیر اللہ سب کو تسلی بخش جواب دے کر رخصت کرتے تھے۔

آجکل پادری کے صاحب نے نوجوان مسیحیوں کے لئے جو کہ ہاسٹل میں رہتے ہیں بائبل سرکل جاری کیا ہے۔ ہر سنیچر کی شام کو سب جمع ہوتے ہیں اور خداوند کے کلام کی تلاوت کرتے ہیں۔ آپ کو دن رات نوجوانوں کی روحانی ترقی کی فکر دامنگیر ہے۔ سچ ہے سینٹ جانس سکول انبیازادوں کا گھر ہے۔ اور جو کوئی اس میں آکر رہا سچ مچ ایک سچا اور صادق مسیحی ہو گیا۔ کیوں نہ ہو جب ہمارے سامنے خداوند کے دیندار بزرگ موجود ہیں تو کیوں نہ ان کے نیک نمونہ سے آس پاس رہنے والے سانچے میں ڈھل جائیں۔ بقول شخصے۔

"رہ گیا باہر سے آکر جو کہ تجھ میں چند سال
ڈھل گئے سانچے میں گویا اُسکے عادات و خصال"

جان عنایت اللہ۔ ۷ مزنگ روڈ
لاہور

ضرورت

ایک مسیحی اُستانی ٹرینڈ جے۔ وی کی ضرورت ہے۔ اسکول کرسچن لڑکیوں کے لئے چوتھی جماعت تک ہے۔ درخواستیں مع نقول اسناد اور سرٹیفکیٹ اور تنخواہ مطلوب ذیل کے پتہ پر روانہ کریں۔ المشتہر

پادری اے۔ بی۔ چندو لعل تحصیل نبک شملہ

کیا ہم بھی نجات پا سکتے ہیں؟

قریب ۱۰ برس کا عرصہ گذرا کہ میں ایک دفعہ ایک ڈوم سے ملا اور میں نے اُسے کچھ انجیل کی باتیں سنائیں تو اس نے مسکرا کر اور اپنے سوال کو لاحل سمجھ کر مجھ سے کہا کہ کیا ہم بھی نجات پا سکتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ خداوند مسیح ہر شخص کو چاہے کیسا ہو کوئی اگر اُس کے پاس آوے اُسے نجات دیتا ہے۔ ناظرین! چونکہ نور افشاں کے بہت سے ناظر شاید اس قوم سے واقف نہ ہونگے۔ اسلئے بندہ اس قوم کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہے۔ جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ڈوم ایک قوم ہے جو ہندوستان میں بہت نیچ ذات شمار کی جاتی ہے۔ یہ لوگ شہروں میں اور خاصکر بنارس شہر میں مہتر کا کام کرتے ہیں جیسے جھاڑو دیتے اور میلا اُٹھاتے ہیں۔ چونکہ میری خدمت کا بہت بڑا حصہ اسی قوم سے متعلق ہے۔ اس لئے میں اُن کی نسبت آپ لوگوں کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ یہ لوگ اکثر رات کو چوری کرتے ہیں۔ پیتل کی زنجیروں کو مسالے میں ڈال کر مثل سونے کے چمکا کر لوگوں کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت . . . . . . کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اکثر لوگ انہیں سونا سمجھ کر لے لیتے ہیں اور بعد کو کف افسوس ملتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ لوگ اکیلی مسافر عورت پا کر اس کا زیور اُتار لیتے ہیں۔ اکثر رات کے وقت یا کبھی دن ہی کو جب موقع پاتے ہیں مسافروں کی گٹھڑی لیکر چمپت ہو جاتے۔ یہ لوگ شراب کثرت سے پیتے ہیں اور بڑے جھگڑالو ہیں۔ ایک دوسرے سے ذرا سی بات پر جھگڑے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ان کے پاس بڑے بڑے لٹھ ہوتے ہیں۔ جو بوقت لڑائی خوب لٹھ بازی کرتے ہیں۔ اکثر ایک دوسرے کو بہت زخمی کرتے ہیں۔ تاڑی۔ گانجہ۔ بھنگ کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھوتوں کو

بہت مانتے ہیں۔ جب کوئی ڈوم بیمار ہوتا ہے تو اُس کا علاج نہیں کرتے۔ دوائی کرنا بیکار سمجھتے ہیں بلکہ اوجھاؤں کو بلا کر اُن سے دریافت کراتے ہیں کہ اس کو کون بھوت چپٹ گیا ہے۔ تب اوجھا کسی مرے ہوئے ڈوم کا نام بتلاتا ہے کہ وہ اس کو چپٹا ہے۔ تب متوفی کے رشتہ داروں سے ڈنڈ لیا جاتا ہے۔ یہ کہکر کہ تمہارا مرا ہوا بیٹا یا باپ یا خاوند اس مریض ڈوم کو چپٹا ہے۔ اس لئے تم ہمیں ڈنڈ دو۔ یعنے کچھ روپیہ جو قریب ۱۲ روپیہ ہوتا ہے ورنہ اُس سے جھگڑا کرتے ہیں بھوت پرستی اور اوجھائی پر ہی قناعت کرتے ہیں۔ اگر کوئی عورت کسی کے پاس بھاگ کر چلی جاوے تو اُس کا آدمی یا اُس کا باپ اُس شخص سے جس کے پاس وہ گئی ہے ۲۰/ روپیہ جرمانہ (ڈنڈ) لیکر چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح ایک امیر ڈوم بہت سی عورتیں کر سکتا ہے۔ صرف اُس کے پاس ڈنڈ کا روپیہ ہونا چاہئے۔ ایک عورت کئی خاوند کر سکتی ہے اور جب چاہے اُسے چھوڑ سکتی ہے اور اگر چاہے تو پھر اپنے آدمی کے پاس آ سکتی ہے۔ یہ لوگ سچ سے بہت کم کام لیتے ہیں۔ کیا سچ مچ ان کی نجات آسان ہے؟

کیا ایسے لوگوں کو بھی ہندو یا آریہ یا مسلمان نجات دلا سکتے ہیں؟

یہ لوگ تو سخت نفرت ڈوموں سے رکھتے ہیں قریب ۲ ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک ڈومنی اپنے چھوٹے بچے جو گھٹنوں کے بل چلتا تھا۔ میرے مکان کے سامنے ایک چبوترا ہے جس پر بچے آکر کھیلتے ہیں وہ اس بچے کو اس پر بٹھا کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بچہ ایک چھوٹی نالی میں جو چبوترے کے نیچے بہتی ہے گر پڑا۔ آدھا جسم اس بچہ کا پانی میں تھا۔ وہ رونے چلانے لگا۔ پڑوس کے لوگ دوڑ پڑے جن میں ہندو آریہ اور مسلمان مرد اور عورتیں بھی تھیں۔ لیکن سب کھڑے دیکھتے رہے۔ میں بھی شور سنکر نکلا۔ دیکھا کہ لڑکا نالی میں پڑا ہے۔ جلد پہلے تو میں نے اس لڑکے کو پانی سے نکالا پھر کپڑا منگوا کر اُسے پونچھا اور صاف کیا اور تب دھوپ میں بٹھا دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیوں نہیں لڑکے کو نکالا تو سب بولے کیا یہ ڈوم نہیں؟ ہم کیسے اسے چھو سکتے ہیں میں صرف اتنا کہکر رہ گیا کہ واہ رے دھرم بچہ مرے تو مرے پر دھرم سلامت رہے۔ انہیں لوگوں میں ہماری ویسلین مشن کا کام جاری ہے۔ کئی سو ڈوم عیسائی ہو گئے ہیں۔ پادری جے۔ آر۔ ٹہسن سپرنٹنڈنٹ صاحب کے زیر اہتمام اُن کی ہر طرح سے نگرانی ہوتی ہے۔ متعدد پریچر متعدد محلوں پر تعینات ہیں۔ جو ڈوم مسیحیوں میں بڑی جانفشانی سے کام کرتے ہیں

زنانہ کام بھی ان کی عورتوں میں ہوتا ہے مس ڈنکن صاحبہ بڑی سرگرمی اور کوشش سے مسیح کی خدمت ان میں کر رہی ہیں جو اب زنانہ کام کی سپرنٹنڈنٹ ہیں ہمارے بزرگ پادری سعادت اللہ صاحب عرصہ ۱۱ برس سے بڑی جانفشانی اور مسیحی جوش کے ساتھ اُن کی روحانی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

ڈوم لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے متعدد محلوں میں اسکول کھولے گئے ہیں۔ جن میں بچوں کو روحانی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دی جاتی ہے۔ بچوں کو پاک کلام کی آیتیں اور زبور اور گیت برزبان یاد کرایا جاتا ہے۔ جو مہینہ میں ایک دفعہ گرجا گھر میں جماعت کے سامنے سُناتے ہیں۔

اب خداوند مسیح کے فضل سے دن بدن ان میں ترقی نمایاں ہے۔ بہت سے اُن میں سے پریچر بنائے گئے ہیں جو دوسروں کو مسیح کی نجات کی خوشخبری دیتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے عرصہ دراز ہوا۔ مجھ سے سوال کیا تھا کہ کیا ہم بھی نجات پا سکتے ہیں؟ اب وہ خود اپنے کو نجات یافتہ محسوس کر کے دوسروں کو بھی نجات کے لئے مسیح کے پاس لانے کی کوشش کر رہا ہے اے ہندوستان جلد جاگ اور یسوع مسیح کی بڑی محبت کو دیکھ کر جس نے گنہگاروں کے لئے اپنی جان تک قربان کر دی تاکہ ہر ایک شخص مسیح کے کفارہ سے نجات پائے۔

مسیح کا خادم۔ سیموئیل جارج
ویسلین مشن۔ جیت پورہ
بنارس شہر۔

خبریں

کلکتہ کی خبر ہے کہ نیو مارکٹ میں پھاٹک کے اندر بوباجی پیر کا مردہ دفن کر کے اُس کے اوپر جو قبر بنائی گئی ہے اُس کی تحقیقات کرنے کے لئے کلکتہ کارپوریشن نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے تحقیقات ختم کر لی ہے اور جلد ہی کارپوریشن کے کسی اجلاس میں اس پر غور کیا جائیگا کمیٹی نے کئی گواہوں کے بیانات کی بنا پر یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ پیر مسلمان نہیں تھا۔ اور سفارش کی ہے کہ اس نعش کو قبرستان میں منتقل کرنے کے لئے پندرہ دن کی مہلت دی جائے۔ اگر کوئی انجمن یا سوسائٹی ایسا نہ کرے تو پولیس کی مدد سے ایسا کیا جائے اور لاش قبرستان میں دفنائی جائے۔

(بندے ماترم)

۶ مارچ کو دہلی میونسپل ہال میں میونسپل کمیٹی کی سب کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تعلیمی درسگاہوں کے سرکردہ اصحاب بھی شریک تھے۔ میاں فضل دین ہیڈ ماسٹر اینگلو عربک سکول اور رائے صاحب کدار ناتھ دام جس ایجوکیشن ٹرسٹ نے یقین دلایا کہ وہ لڑکوں کے لئے نئے سکول کھولنے کا انتظام کرینگے۔ اور ابتدائی تعلیم کو لازمی بنانے میں سہولتیں بہم پہنچائینگے۔ (ر)

بھارت سیوک "سوراجیہ" کے ایڈیٹر لالہ سمبھو ناتھ چوپڑہ کے خلاف لفٹنٹ راؤ بہادر راؤ بلبیر سنگھ او۔ بی۔ ای رئیس و آنریری مجسٹریٹ ریواڑی کی طرف سے گوڑگاؤں کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لالہ تیج رام گپتا کے اجلاس میں ہتک عزت کا جو مقدمہ چل رہا تھا اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ جس میں ایک سال قید و اڑھائی سو روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔ (ر)

پنجاب گورنمنٹ کے اعلان میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے کہ گورنمنٹ ریاست لشبہر کے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے اور ایجنٹ گورنر جنرل برائے ریاستہائے ہند کا اس ریاست سے کوئی تعلق ہے۔ (ر)

کلکتہ ۶ مارچ کو رپورٹ موصول ہوئی کہ بنگال میں دو وزراء اور دو کونسل سکرٹری مقرر کئے جائینگے۔ دونوں حالتوں میں ایک ہندو ہوگا اور ایک مسلمان۔ ابھی تک سرکار کی طرف سے اس بیان کی تصدیق نہیں ہوئی۔ (ر)

امرتسر ۶ مارچ۔ باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ نابہ بیڑ کے مظالم کے متعلق خبر رسانی کمیٹی کا تار موصول ہونے پر پنڈت مدن موہن مالویہ نے وائسرائے سے نابہ میں جانے کی اجازت مانگی تھی تاکہ وہاں جا کر سب حالات دیکھ سکیں۔ لیکن آپ کو جواب ملا کہ نابہ میں اکالیوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے آپ کو وہاں جانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ لہٰذا اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (ر)

سوموار کو نیویارک میں ایک بھونچال کا اثر محسوس ہوا۔ ایک آدمی مارا گیا اور دو عورتیں سخت زخمی ہوئیں۔ کینیڈا میں بھی اس زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔

کیوبک میں زلزلہ سے سخت جنبش پیدا ہوئی۔ کئی آدمی بے ہوش ہو گئے۔ سو منٹ تک عمارتیں ہلتی رہیں

کیوبک سے رپورٹ ملی ہے کہ پانچ آدمی مرے۔ جنوبی ساحل پر ۲ منٹ تک زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ رومن کیتھولکوں کے چرچ کی چھت گر گئی ہے۔ (اخبار عام)

حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر سے انکار کرنا مشکل ہے کہ سوراجیوں کا زمانہ بھی شاید اب چند روزہ ہے سوراج پارٹی نے شروع شروع میں جو حیرت انگیز چستی دکھائی تھی اور بنگال اور سی۔ پی کی صوبجاتی کونسلوں و اسمبلی میں جو فتوحات حاصل کی تھیں وہ باتیں اب کہاں ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ سوراجیوں کی کامیابی کے دن گئے اور ناکامی کا وقت آ گیا۔ یہی تبدیل دنیا ہے جس سے ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے۔ (ر)

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

معلومات وسیع تھے۔ ہاں البتہ شق دوم قابلِ اعتبار ہے۔ وجہ یہ ہے کہ چاروں منتر سنتھاؤں میں یہ تعلیم ہی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا ویدوں کے ازلی ہونے کی تعلیم اور جو دلائل اور مصنفوں کی رائیں اس کی بابت دی گئی ہیں وہ سب ویدک نہیں ہیں۔ یہ کلیہ قاعدہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ جو بات وید منتروں سے ثابت نہ ہو وہ ویدک نہیں۔ براہمنوں میں یا اپنشدوں میں یا کسی اور کتاب میں ہو تو یہ اور بات ہے اور وہ تعلیم مستند نہ ہوئی۔ کیونکہ پنڈت جی منتر سنتھاؤں کے بارے میں اپنے منتویہ (عقیدہ) میں لکھتے ہیں کہ "وہ بذات خود مستند ہیں جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے احتیاج کسی دوسری کتاب کی نہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۱۴) پس جب منتر سنتھاؤں کے سوائے اور کوئی کتاب "بذات خود مستند نہیں" اور کسی امر کی تائید ویدوں سے نہیں بلکہ ان کتابوں سے ہوتی ہے تو وہ امر بھی مستند نہیں ٹھہرتا۔ برعکس اس کے منتروں سے ویدوں کا حادث ہونا۔ رشیوں کے بنائے ہوئے ہونا نئے اور پرانے منتر ہونا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا ہم اگلے نمبر میں دکھائینگے۔

امر سدھو

پولیٹیکل دھرم کی فوجی تیاریاں

گذشتہ پیوستہ

آریہ سماج کا مشہور اخبار پرتاپ ۲۱ فروری کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ

سوامی دیانند کی دور اندیشی

سوامی دیانند نے قوم کی اس حالت کو صحیح وبجا طور پر دیکھا اور مذہبی عقائد کا نیا مندر قائم کیا جو اتنا وسیع و فراخ تھا کہ ان میں نہ صرف ہندو جاتی کے مختلف رنگوں کے وہ سارے اجزا جو کہ گرے ہندوؤں کے محفوظ قلعہ کے باہر بھی تھے آسانی سے ملسکتے تھے بلکہ جن میں نئے آنے والوں کے لئے بھی گنجائش تھی۔ ویدوں کے ایشور یہ گیان (الہامی) ہونے کے متعلق آریہ سماج کے غیر متزلزل عقیدہ نے اس پر ناستکتا وغیرہ کے الزامات کے خلاف گارنٹی کا کام کیا"۔ صفحہ ۱

آریہ سماج پولیٹیکل منتظم جماعت ہے

پرتاپ لکھتا ہے کہ

خوشی کی بات ہے کہ اب آریہ سماجیوں نے یہ بھی محسوس کر لیا ہے کہ یہ درست یا مبنی بر دانش نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک علیحدہ جماعت تصور کریں وہ اس غلطی کو نہیں دہرائینگے جو کہ ہمارے سکھ بھائیوں نے کی ہے۔ . . . وہ بدقسمتی سے معرکہ کارزار میں اپنے معرکہ کے مرکز سے بہت دور چلے گئے۔ گورو گوبند سنگھ کی طرح سوامی دیانند جی . . . . کے نام نامی کی تمام بھارت ورش میں ایک ایسے آریہ ویر کی طرح پوجا کی جاتی ہے وغیرہ صفحہ ۱ پرتاپ ۲/۲۵-۲۰۔

اب مذہب کی چادر میں کر پنڈت دیانند نے جو ہندو فوج کا کمانڈر اعظم بننے کی کوشش کی تھی اس میں اس کو خاص کامیابی نظر آتی ہے۔ اور اب آریہ سماجی سب سے پہلا کام یہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ کہ تمام ہندوؤں کو ایک سنگھٹن میں مجتمع کر لیا جائے۔ اور اس کے بعد غیر ملکی حکومت کے خلاف دھاوا بول دیں۔ اس کی تیاریاں خفیہ طور پر جا بجا مکمل ہو رہی ہیں۔ چنانچہ رشی بودھ لکھتا ہے کہ:۔

ویدوں اور دوسری دھرم پستکوں سے لیکر ایک گلدستہ نظم بنایا جائے۔ جس میں حصول طاقت کے متعلق ثبوت ہوں"۔ "دائیں گال پر تھپڑ کھا کر بائیں کو پیش کرنا" یہ ایک ایسی بات ہے جس سے مالا بار میں سخت نقصان پہنچا ہے۔ گلدستہ نظم لوگوں میں طاقت بڑھائیگا جس سے کہ وہ طاقت آنے پر مقابلہ کر سکینگے"۔ صفحہ ۱۶ رشی بودھ

پس اہلِ ہنود آریہ سماجی حضرات کی کمان میں ایک وسیع فوجی حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں "کہ غیر ملک کا راج کتنا ہی اچھا ہو مگر وہ اپنے ملک کے بُرے راج سے اچھا نہیں ہوتا"۔ اب اہنسا کو ترک کر کے ہندو سنگھٹن ملک گیری و سوراج کی ہوس میں جنگ کا اعلان کرنے والا ہے جس کے لئے لوگوں کو حیران نہیں بلکہ باخبر ہونا چاہئے ہندوؤں کی ابتداء سے یہی خصوصیت چلی آئی ہے کہ وہ موقع پا کر سر اُٹھایا کرتے ہیں اور اسی خصوصیت نے اُن کو کروڑوں سالوں سے زندہ رکھا ہوا ہے اب وہ دکانوں۔ دفتروں اور مندروں سے نکلکر ایک جنگ عظیم کے لئے سپاہ آرائی کرنے کو ہیں۔

الہ دری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ

یہی وجہ ہے کہ راجہ رام صاحب صابر نے متھرا میں جہاں ۲۰-۲½ لاکھ آریہ اور ہندوؤں کا اجتماع ہوا اعلان کر دیا ہے۔ کہ "ممالک غیر میں کسی طرح بھی پرچار نہیں ہو سکتا۔ جب تک حکومت اپنی (ہندوؤں کی) نہ ہو۔ کیونکہ بدھ دھرم و عیسائی مذہب کی تاریخ شاہد ہے کہ راج ہی سے پرچار ہوتا ہے۔ ہمیں اپنی ساری توجہ ہندو قوم کو آریہ بنانے میں لگانی چاہئے تاکہ ہندوستان کو آریہ ورت بنائیں۔ اس سے آزادی حاصل ہوگی اور پھر ممالک غیر کی طرف قدم بڑھائیں"۔ (ملاپ ۲/۲۵-۲۰)

شہیدو اب سنبھل بیٹھو قیامت آنیوالی ہے

خان

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرمی سے کوشش کرتے رہئے۔

دیہاتی علم الاقتصاد

گذشتہ سے پیوستہ

تعلیم۔ ہندوستان کے موجودہ طریقۂ تعلیم کے خلاف بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اور اگر ان پر بہ نظر انصاف غور وخوض کیا جاوے تو اُن کو بہت حد تک درست پاویں گے۔ ہندوستانی اہل علم نے تجربہ سے ثابت کر دکھایا ہے کہ حاضرہ طریقۂ تعلیم ہندوستان کے حسب حال نہیں اور اسے ملکی اور قومی حالات کے موافق بنانے کے لئے لازمی ہوگا کہ اُس میں ضروری اور مناسب ترمیمات اور تبدیلیاں کی جاویں۔ کلکتہ یونیورسٹی کمیشن نے بھی اس کی جملہ برائیوں اور کمزوریوں کو طشت ازبام کر دکھایا۔ حال ہی میں مدراس کے زراعتی وزیر نے اپنی توجہ کو خاص طور سے اس اہم معاملہ کی طرف لگایا۔ اور اُس نے پوری تحقیق اور رائے زنی کی غرض سے ایک کمیٹی فاضل اور لائق اشخاص کی مقرر کی اُس کمیٹی نے بھی حاضرہ طریقۂ تعلیم کی کمزوریوں اور نقائص کو روشن کر دیا۔ ممبران نے اس امر پر پورا اتفاق کیا ہے کہ تبدیلیاں ملک کے حسب حال ہونی چاہئیں۔ علاوہ ازیں ملک کے تمام اہلِ تعلیم اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

اس میں ہرگز کلام نہیں کہ درجہ متوسط کے لوگ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں بہ نسبت ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے۔ اگر درجہ متوسط کے لوگوں کا دیگر مہذب ممالک کے درجہ متوسط کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے تو باوجود ان ممالک کی بہتر تمدنی اور اقتصادی حالات کے ہندوستانی متوسط درجہ کے لوگ عام اور اعلیٰ تعلیم میں زیادہ سرگرم ہوں گے۔ اس حیرت انگیز فرق کے اسباب کو دریافت کرنے کی غرض سے ہمیں تواریخ کی طرف اپنی توجہ کو مبذول کرنا ہوگا۔ درجہ متوسط کے اشخاص عموماً زیادہ ذی عقل اور با ادراک ہوتے ہیں۔ ہر ایک نئی اور نرالی بات کی پرکھ اور جانچ میں سعی بلیغ کرتے ہیں۔ کثیر التعداد اُنہیں فائدہ مند اور مفید پا کر اُن پر عملدرآمد بھی کرتے ہیں۔ اس لئے سرکار انگلشیہ نے جب ہندوستان کو کامل طور پر مفتوح بنا لیا اور ملک کو فیض رسانی کی غرض سے یہ قصد کر لیا کہ عوام الناس کو تعلیم کے ذریعہ سے شائستہ اور مہذب بنایا جاوے تو برائیں غرض جس قدر روپیہ سردست اس کام کے لئے وقف ہو سکا اور اُن لوگوں کی تعلیم پر صرف کیا گیا جو علم کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے تھے اور تب سے محکمہ تعلیم کے افسران اعلےٰ اور ادنےٰ اُسی پرانی لکیر کے فقیر بنے چلے آتے ہیں۔ تعلیم کو ملکی حالات اور ضروریات کے مطابق بنانے کی طرف کوئی توجہ اور فکر نہ دی۔ اُن کے دل و دماغ میں تبدیل کرنے کا کبھی خیال تک پیدا نہ ہوا نیز اس وقت کے بڑی بھاری نظامی مصلحت اور دور اندیشی اُن کے مدنظر تھی۔ اُنہیں ملکی انتظام کو کامیاب اور کامل بنانے کے لئے کلرکوں اور محرروں کی اشد ضرورت تھی۔ ہندوستانی قوم کو فیض رسانی نشانہ اُس وقت اعلےٰ مقصد نہ تھا۔ اُس زمانہ میں تمام لوگوں کا عام پیشہ زراعت تھا چھ ماہ یا سال کے بعد روپیہ کا منہ دیکھنے کو ملتا تھا۔ اس لئے بہت سے والدینوں نے ملازمت کے لالچ سے اپنے بچوں کو سکولوں میں داخل کرا دیا۔ چند سالوں کی تعلیم کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کر لیتے۔ ماہواری روپیہ آنے لگتا۔ یاد رہے کہ تعلیم وہی حاصل کرتے تھے جن میں اس قدر مالی استعداد تھی۔ کہ وہ اپنے بچوں کو روزمرہ کے کام سے علیحدہ کر کے بھی اپنا گذارہ بہ آسانی چلا سکیں۔ (باقی باقی)

ای چارلس بھٹی۔ ایم۔ اے

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجاگھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ داخل ہونے والے پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ

کلاس فیس سرکاری کا ۳/۴ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کنٹا ماسٹر سے ماسٹر تک کرو کونول والے سے خط و کتابت کی۔ پرنسپل صاحب سکول انم اسکو درخواست بھیجیں

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔